© rasailojaraid.com

فقہ الصیام

تراویح کیلئے خواتین کا مردوں کے جماعت میں شرکت کا حکم

از (مولانا) مفتی عبدالحلیم بن یوسف

تصویب مولانا مفتی عبد القادر

دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵

گزارش ہے کہ ہمارے محلّہ کی مسجد ''جامع مسجد حرا'' (ٹرسٹ) مسلک دیوبند سے وابستہ ہے۔ اور اس میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ خلافِ معمول اس ماہ رمضان میں مسجد مذکورہ میں امام صاحب کی ترغیب اور اجازت سے خواتین کے لئے نماز تراویح کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جو کہ مسجد میں پردے کا اہتمام نہ ہوسکنے کے باعث مسجد کے احاطے میں صحن سے متصل برآمد (جس میں درجہ حفظ وناظرہ کی تعلیم ہوتی ہے) میں کی جارہی ہیں۔ جس میں باپردہ، وبے پردہ خواتین شریک ہورہی ہیں۔ مذکورہ عمل کے صحیح یا غلط ہونے کے بارے میں لوگ تذبذب کا شکار ہیں۔ اس سلسلے میں جب امام صاحب سے رجوع کیا گیا اور اکابر علماء کے حوالے سے اس طریقہ کار کے صحیح نہ ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ: ''میرے پاس اس مسئلہ کی دلیل (حدیث) موجود ہے، اور جن حضرات کی آپ بات کررہے ہیں ان پر اعتراض واقع ہوتا ہے کیونکہ ان کے قول وفعل میں تضاد پایا جاتا ہے، خود ان حضرات کے بیانات میں خواتین باقاعدہ شریک ہوتی ہیں، پھر جب امام صاحب کے سامنے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی روایت پیش کی گئی کہ: ''اگر حضورﷺ اپنی موجودگی میں عورتوں کے ان حالات کو دیکھتے جو انہوں نے اب پیدا کرلئے ہیں، تو ضرور ان کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔'' (بخاری شریف) تو امام صاحب نے فرمایا: ''حدیث کے مقابلہ میں حضرت عائشہ کے قول سے مذہب تبدیل نہیں ہوتا۔ آج کل پرفتن دور ہے، اگر آپ اپنے محلے کی مسجد کے امام کے پیچھے چل رہے ہیں تو آپ صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور اگر ہم یہ انتظام نہ کرتے تو محلّہ کی خواتین دوسری جگہوں پر جاکر تراویح باجماعت پڑھیں گی اور اپنے عقائد وغیرہ بھی خراب کرلیں گی، اس لئے بڑے فتنہ سے بچانے کے لئے ہم نے یہیں ان کے لئے انتظام کردیا ہے۔''

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کے بارے میں آپ کی فوری رہنمائی درکار ہے:

۱۔ کیا موجودہ پرفتن دور میں باجماعت نماز تراویح کے لئے خواتین کا اس طرح گھر سے باہر محلے کی مسجد میں اجتماع جائز ہے؟ اور کیا یہ نماز مقبول ہوگی؟

۲۔ اور کیا اس کے لئے امام صاحب کا اہتمام کرنا، خواتین کو اعلانات کے ذریعہ دعوت دینا اور نمازیوں کو اپنی خواتین کو مسجد میں لانے کی ترغیب دینا صحیح ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔اوران مردوں کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے جواپنی خواتین کومذکورہ بالاصورت میں نماز تراویح کے لئے اپنے ہمراہ مسجد میں لا رہے ہیں؟

۴۔اس اہتمام میں شریک مسجد کمیٹی کےممبران کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

۵۔نیز امام صاحب کے مذکورہ بالا خط کشیدہ ارشادات کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی

ابوجابرالحجازی ناظم آباد، ماڈل کالونی کراچی

الجواب بعون الوهاب

ا۔واضح رہے کہ آج کے پرفتن اورفواحش ومنکرات کیلئے سازگارمعین دور میں عورتوں کانماز کیلئے مسجد میں جانا یاکسی اورمخصوص جگہ میں جمع ہونامکروہ ہے۔جب فرض نماز کیلئے مکروہ ہے توپھرتراویح کیلئے توبدرجہ اولیٰ مکروہ ہوگا،فقہائے احناف نے اسی طرح لکھا ہے۔جیسا کہ درمختار میں ہے:"ویکرہ حضورهن الجماعة ولولجمعة ،وعید ووعظ مطلقاولوعجوزا لیلا علی ا لمذهب المفتی به لفساد الزمان ۔"(شامی:۱/۵۶۶)

اورفتاوی عالمگیری میں بھی کراہت ہی کومختار قرار دیا ہے۔"الفتویٰ الیوم علی الکراهة فی کل الصلوات لظهور الفساد کذافی الکافی وهو المختار کذافی التبیین۔"(هندیه :۱/۸۹)

فقہ حنفی کے مشہور ومعروف فقیہ علامہ کاسانیؒ نے تو"بدائع الصنائع"میں اسکوحضرت عمرؓ کے حوالہ سے ناجائز وحرام لکھا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔"ولایباح الشواب منهن الخروج الی الجماعات بدلیل ماروی عن عمرؓ انه نهیٰ الشواب عن الخروج،ولأن خروجهن الی الجماعة سبب الفتنة والفتنة حرام ومادی الیٰ الحرام فهو حرام۔(بدائع الصنائع ٤/٥١٧)

علامہ ابن نجیم حنفیؒ نے،ارشادربانی "وقرن فی بیوتکن"اورفرمان رسول اللہ ﷺ "صلاتهافی قعربیتها الی اخرالحدیث" کی بناپر کراہت کافتوی نقل کیا ہے۔چنانچہ تحریرفرماتے ہیں۔ولا یحضرن الجماعات لقوله تعالی:"وقرن فی بیوتکن"

وقال ﷺ :"صلاتهافی قعر بیتها افضل من صلاتها فی صحن دار ها وصلاتها فی صحن دار ها افضل من صلاتهافی مسجد ها وبیوتهن خیرلهن ، و لانه لا یؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوزو الصلاة النهاریه واللیلیه،قال المصنف فی الکافی ، والفتوی الیوم علی الکراهة فی الصلاة کلها لظهور الفساد"(البحر الرائق: ۱ /۳۵۸)

حضوراکرم ﷺ کے دورمبارک میں اگرچہ عورتیں نماز پڑھنے کیلئے جاتی تھیں لیکن اس کے باوجودان کیلئے اس فعل کے بارے میں ترغیب اورتاکید کہیں مذکورنہیں:بلکہ آنحضرت ﷺ کے طرزعمل اورارشادات مبارکہ سے مسجد میں حاضر ہونے کی کراہت اورگھروں میں عورتوں کے نماز پڑھنے کی افضلیت معلوم ہوتی ہے۔حالانکہ مندرجہ ذیل خصوصیات میں وہ ہماری عورتوں کی نسبت ممتازتھیں۔

ا۔زمانہ خیرالقرون کاتھاجس میں فتنہ کااندیشہ نہ تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ب۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی فضیلت بھی ایک سبب تھا۔

ج۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ حضور اکرم ﷺ کی اقتداء کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ اسی شرف کی وجہ سے تو صحابہ کرام میدان جہاد میں نماز خوف ادا کرتے تھے کیونکہ ان میں سے کوئی بھی حضور اکرم ﷺ کی اقتداء سے محروم رہنے کیلئے تیار نہ تھا۔ اب یہ تینوں ہمارے ہاں مفقود ہیں۔ اور پھر اسکے ساتھ ساتھ شرائط بھی ان پر عائد تھیں۔ مثلاً پردہ کا اہتمام زیب وزینت کے بغیر آنا، خوشبو نہ لگانا وغیرہ۔ جبکہ آج کل تو ان چیزوں کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے، اکثر عورتیں بن سنور کر نکلتی ہیں، پردہ کا اہتمام نہیں کرتیں، جیسا کہ سوال میں بھی اس حالت کا تذکرہ کیا گیا۔ یہ باتیں احادیث سے واضح ہوتی ہیں جیسا کہ چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بیوتھن خیرلھن" ترجمہ: ان کے گھر ان کے لئے مسجد سے بہتر ہیں۔ (مشکوٰۃ:۹۶)

اسی طرح ام حمیدؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کی پیچھے نماز پڑھنے کا شوق ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

عن ام حمیدؓ۔۔۔۔قال: قد علمت انك تحبين الصلاة معي، و صلا تك في بيتك خير من صلا تك في حجر تك وصلاتك في حجر تك خير من صلا تك في دارك، وصلاتك في دارك خير من صلا تك في مسجد قو مك و صلاتك في مسجد قو مك خير من صلاتك في مسجدي قال: فامرت فبنيٰ لها مسجدا في اقصىٰ شئي من بيتها و اظلمه و كانت تصلي فيه حتى لقيت الله عزو جل۔ (رواه احمد وابن خزيمه و ابن حبان في صحيحهما، الترغيب و التر هيب: ۱/۱۸۹)

ترجمہ: حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے، معلوم ہوا کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق رکھتی ہو، مگر تمہاری وہ نماز جو اندرونی کوٹھڑی میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کمرہ میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو کمرہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو گھر کے احاطہ میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو گھر کے احاطہ میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو محلّہ کی مسجد میں ہو، اور تمہاری وہ نماز جو محلّہ کی مسجد میں ہو اس نماز سے بہتر ہے۔ جو میری مسجد میں ہو، چنانچہ (حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے درخواست کر کے اپنے کمرے کے کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا۔ نماز پڑھنے کی جگہ بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: عن ابن عمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم المراة عورة وانها اذا خرجت من بيتها استشرفها الشيطان وانها لا تكون اقرب الى الله منها في قعربيتها۔ (الترغيب والترهيب: ۱/۱۹۰)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عورت چھپانے کی چیز ہے، وہ جب گھر سے نکلتی ہے۔ تو شیطان اس کو تاکتا ہے، (یعنی لوگوں کے دلوں میں اسکے متعلق غلط خیالات اور وساوس ڈالتا ہے۔)" حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "خير مساجد النساء قعر بيو تهن" (ایضا: ۱/۱۷۹) "عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کی گہرائی ہے"۔ ابن ماجہ کی روایت ہے۔ "مُزنیہ" قبیلہ کی ایک عورت جو کہ زیب وزینت کا لباس پہنے اتراتی ہوئی مسجد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں آئی تو آپؐ نے اس پر یوں نکیر فرمائی: "یاایھا الناس انھوانساء کم عن لبس الزینة والتبختر فی المسجد فان بنی اسرائیل لم یلعنواحتی لبس نساء ھم الزینة وتبخترن فی المساجد"۔ (ابن ماجه،باب فتنة النساء:۲۸۸) "اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب وزینت کالباس پہننے اور مسجد میں اترانے سے روک دو۔ کیونکہ بنی اسرائیل پر اس وجہ سے لعنت کی گئی، کہ ان کی عورتوں نے زیب وزینت کالباس پہننا اور مسجد میں اترانا شروع کردیا" اسی طرح ایک روایت میں ہے: "عن النبی صلی اللہ علیه وسلم اذا شھدت احداکن العشاء فلا تمس طیباً۔" رواہ مسلم (مشکوۃ المصابیح:۹۲) "نبی ﷺ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی عورت عشاء کے لئے آئے تو خوشبو نہ لگائے۔" پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ پھرتے تھے جب تک عورتیں (گھروں کو) چلی نہ جائیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے: "ان النساء فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کن اذا سلمن من المکتوبة قمن ،وثبت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ومن صلی من الرجال ما شاء فاء ذاقام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قام الرجال۔"(بخاری شریف:۱/۱۱۹)

رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں جب عورتیں سلام پھیرلیتیں فرض نماز سے تو کھڑی ہو جاتی تھیں (اور گھروں کی طرف چلی جاتی تھیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ نمازی (صحابہ کرام) بیٹھے رہتے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جانے کے لئے کھڑے ہوتے تو لوگ بھی کھڑے ہو جاتے۔"

پھر جب مرور زمانہ کے ساتھ عورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے جیسا تقویٰ باقی نہ رہا تو یہ اجازت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکماً ختم کردی، آپ رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو تمام صحابہ کرام نے پسند فرمایا البتہ چند عورتوں کو کچھ اشکال تھا۔ جسکی وجہ سے انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ (ام المؤمنین) کے پاس شکایت کی تو انہوں نے بھی امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کے حکم پر ان الفاظ کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی: "لو ادرك رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمنعھن المسجد کمامنعت نساء بنی اسرائیل۔"(بخاری شریف ۱/۱۲۰)

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں کو دیکھتے جواب عورتوں میں نظر آتی ہیں تو ان کو مسجد میں انے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔" پس مندرجہ بالا بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور اکرم ﷺ نے عورتیں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی اور اسی کو ان کے لئے افضل قرار دیا۔ حضرت عمرؓ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرمایا تو صحابۂ کرام نے تقریراً اس کی تائید فرمائی اور کوئی اعتراض نہیں کیا، جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی تائید فرمائی۔ تمام فقہائے احناف اسکو مکروہ لکھتے ہیں۔

لہٰذا ان سب کے باوجود کسی بھی شخص کے لئے، خصوصاً جو کہ مسلک علمائے دیوبند سے تعلق رکھتے ہوں ان کے لئے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ وہ اپنے اکابر کی رائے سے ہٹ کر کوئی علیحدہ راہ اختیار کرے۔ ۲۔ یہ ترغیب دینا خلاف سنت ہے۔ بلکہ منشأ رسول کے خلاف ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔ ۳۔ مردوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کو گھر پر ہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نماز پڑھنے پر پابند کریں۔۴۔ مسجد کمیٹی والوں کو بھی چاہیئے کہ عورتوں کے لئے مسجد میں تراویح کا موقع فراہم نہ کریں بلکہ ان سے کہیں کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔۵۔ بہتر تھا کہ امام صاحب کے پاس جو دلیل ہے، سوال میں ذکر کردی جاتی تا کہ واضح ہوجاتا کہ اس حدیث شریف میں کیا ہے۔ جبکہ جو احادیث ہم نے نقل کی ہیں یہ قولی احادیث ہیں۔ اور ایک صحابیہ (ام حمید) نے اجازت مانگی تو آپؐ نے نہیں دی جبکہ اس کے علاوہ عورتوں کی نماز گھروں میں افضل قرار دی، تمام صحابہ اور فقہائے کرام نے بھی یہی رائے اختیار کی۔ باقی امام صاحب کا یہ کہنا کہ جو حضرات عورتوں کو مسجد میں نماز کے لئے آنے سے منع کرتے ہیں۔ خود ان کے بیانات میں خواتین شریک ہوتی ہے۔ لہٰذا اس پر یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ ان حضرات کے قول وفعل میں تضاد ہے۔ درست نہیں بلکہ یہ اپنی ناسمجھی کی علامت ہے، کیونکہ نماز میں حاضر ہونا الگ معاملہ ہے۔ اور وعظ وتعلیم میں شامل ہونا الگ۔ روایات میں وعظ وتعلیم میں شمولیت کی اجازت ملتی ہے۔ اس لئے علماء کرام بھی اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ: جماعت سے نماز پڑھنا عورتوں پر واجب نہیں ہے، جبکہ ضروری مسائل کا علم حاصل کرنا اور اپنے دینی مسائل کا حل معلوم کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، لہٰذا اس کی اجازت دی گئی ہے۔ نیز امام صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے قول سے مذہب تبدیل نہیں ہوتا''۔ یہ شاید اس لئے کہ امام صاحب کو مذہب ہی کا علم نہیں، کہ مذہب کسے کہتے ہیں؟ اور یہ کیسے بنتا ہے۔؟ اور اس میں کن کن لوگوں کی بات کا اعتبار ہے۔؟ کاش کہ وہ یہ معلوم کرلیتے، پھر مجتہد بن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے کرام رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے مقابلے میں اترتے۔ اور امام صاحب کا یہ کہنا کہ ''اگر آپ اپنے محلے کی مسجد کے امام کے پیچھے چل رہے ہیں۔ تو آپ صراطِ مستقیم پر ہیں''۔ لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ خود صراطِ مستقیم پر گامزن ہو پھر ہی دوسروں کے لئے صراطِ مستقیم کا سبب بن سکتا ہے، ورنہ تو ''ضلوا فاضلوا'' کا مصداق ہوگا۔ اور یہ عجیب منطق ہے۔ کہ ''ہم یہ انتظام نہ کرتے تو دوسری جگہوں پر جاکر تراویح پڑھیں گی، اور عقائد خراب کرلیں گی'' اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ہم خود ہی ان کے عقائد خراب کرنے لگیں؟ ان کو صحیح مسئلہ بتانا چاہیئے، تاکہ وہ کہیں بھی تراویح نہ پڑھنے جائیں بلکہ گھروں ہی میں پڑھیں، ورنہ آپ کے مسئلہ سے تو ان کو دوسری جگہوں پر تراویح پڑھنے کے لئے جانے کا جواز ملے گا۔ ویسے بھی جو خاوند، ان کو دوسری جگہ تراویح کے لئے جانے سے نہیں روک سکتے وہ وہاں جانے کے بعد پردہ پر کس طرح پابند کرسکتے ہیں۔ عورتوں کی اسی آزادی کیوجہ سے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو وہ قول اختیار کرنا پڑا جس کے متعلق حضرت (امام مذکور) فرماتے ہیں کہ ''ہم قول عائشہ کی خاطر مذہب تبدیل نہیں کرسکتے''۔ ہاں البتہ انکے عقائد کی اصلاح کیلئے اصلاحی پروگرام رکھیں جس میں مستند علماء اور صلحاء کے بیانات ہوں۔ فقط، واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ،

الجواب صحیح — عبدالحلیم بن محمد یوسف

محمد عبدالقادر — المتخصص فی الفقہ الاسلامی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاون کراچی نمبر ۵

٢٠/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ 16.11.2003 — ٥١٤٢٤

© rasailojaraid.com